سوال

(26) دینی کتب کو بلاوجہ آگ لگانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ ہمارے گاؤں ''سوکن ونڈ'' کے گورنمنٹ رضائے مصطفیٰ ہائی سکول کے ایک استاد نے چھٹی جماعت کے ٹیسٹ پیپرز گائیڈ یعنی امدادی کتب (جو سکول میں لانا منع ہیں۔ جن میں دینیات وعربی کی قرآنی آیات موجود ہیں) بچوں سے اکھٹی کرکے (جن کی تعداد تقریباً 50 ہے۔) مٹی کا تیل ڈال کر جلادیں۔ اس کے متعلق شرعی احکام کیا ہیں؟ اس استاد کو قرآن وسنت کی روشنی میں شرعی سزادی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآنی آیات والے بوسیدہ اوراق کو ضائع کرنا جائز ہے۔ پانی میں بہادیئے جائیں یا پاکیزہ زمین میں دفن کردیئے جائیں۔ اوراق کو جلانے کا عمل بھی درست ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

''وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔'' (باب جمع القرآن)

''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صحف سے منقول قرآن کے علاوہ ہر صحیفے یا مصحف میں جو قرآن ہے اسے جلانے کا حکم صادر فرمایا۔'' صحیح البخاری (4987)

شارح بخاری امام ابوالحسن ابن بطال رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فی ہذا الحدیث جواز تحریق الکتب التی فیھا اسم اللہ بالنار وان ذلک اکرام لھا وصون عن وطئھا بالاقدام وقد اخرج عبد الرزاق عن طریق طاووس انہ کان یحرق الرسائل التی فیھا البسملۃ اذا جتمعت وکذا فعل عروۃ''

''اس حدیث سے یہ مسئلہ ہے کہ ان کتابوں کو جلانا جائز ہے۔ جن میں اللہ عزوجل کا اسم گرامی ہو۔ اس میں ان کی عزت واکرام ہے۔ بجائے اس کے کہ قدموں کے نیچے روندے جائیں۔ اوران کی بے ادبی ہو۔ طاووس کے پاس جب اللہ کے نام والے کتب ورسائل جمع ہوجاتے تو انہیں جلا ڈالتے۔ عروہ کا فعل بھی اسی طرح مروی ہے۔ (فتح الباری: 9/21)

لہذا موصوف کے فعل ہذا پر شرعی طور پر کوئی مواخذہ نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص205

محدث فتویٰ